اجازت اور حوصلہ افزائی سے آزاد تجارت کے نام پر ہو رہا ہے۔ اگرچہ ''تحفظ خوراک'' ابھی تک حکومتوں اور بین الاقوامی اداروں کے وعدوں میں شامل ہے مگر اس کی ذمہ داری اور ذرائع ریاست کے ہاتھ سے لے کر منڈی کے ہاتھ میں دے دیے گئے ہیں۔

تحفظ خوراک کے حصول کے لیے بین الاقوامی ادارے مثلاً آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، ڈبلیو ٹی او نیولبرل ازم یعنی آزاد تجارت پر مبنی حکمت عملیوں کا استعمال کر رہے ہیں۔ تحفظ خوراک کے اس نئے نظریہ سے حتمی طور پر طاقتور ملکوں، زرعی تجارت کرنے والی کمپنیوں اور سرمایہ کاروں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ آزاد تجارتی منصوبے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غریب ممالک کے لیے خود خوراک پیدا کرنے کے مقابلے میں سستی غذا درآمد کرنا تحفظ خوراک کے حصول کے لیے زیادہ بہتر طریقہ ہے۔ یہاں تک کہ ورلڈ بینک بھی زور دیتا ہے کہ تحفظ خوراک کے لیے آزاد تجارت لازمی ہے، کیونکہ یہ طریقہ کار دنیا کے وسائل کا بہترین استعمال ہے۔

حق خود ارادیت برائے خوراک کے نظریہ کا ارتقاء

حق خود ارادیت برائے خوراک کا تصور عالمی سطح پر سب سے پہلے ورلڈ فوڈ سمٹ ۱۹۹۶ء میں پیش کیا گیا۔ اس تصور کا مقصد عالمگیریت کے مقابلے میں ایک متبادل نظریہ پیش کرنا تھا۔ عوام کا غذا پر حق کو بنیاد بناتے ہوئے اس متبادل نظریے کو پیش کیا گیا۔ حق خود ارادیت برائے خوراک عوام کی طرف سے پیش کردہ ''تحفظ خوراک'' کی نئی تشریح ہے کیونکہ ''تحفظ خوراک'' کا نظریہ بہتر حالات زندگی اور بھوک کے خاتمہ میں ناکام ثابت ہوا ہے۔

۱۹۹۶ ورلڈ فوڈ سمٹ کے موقع پر حکومتی مندوبین نے پر زور دعوے کیے تھے کہ ۲۰۱۵ء تک دنیا میں بھوک کے شکار افراد کی تعداد آدھی کر دی جائے گی۔ مگر اعداد و شمار سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بھوک کے شکار لوگوں میں کمی کے بجائے ان کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ حالات مختلف حکومتی اور اقوام متحدہ کی تنظیموں مثلاً عالمی ادارہ برائے خوراک کے ایسے اعلانات کے باوجود ہیں جس میں وہ اس صورتحال کو کچلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ امر قابل غور ہے کہ نیولبرل عالمگیریت کی وجہ سے ۱۳۹ میں سے ۱۰۵ تیسری دنیا کے غریب ممالک خوارک درآمد کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی